مقالات

جناب محمد بلال الحماد
متعلم مدینہ یونیورسٹی

اسلام اور صلح جوئی

لندن سے شائع ہونے والے سلفی منہج کے نقیب ماہنامہ "البیان" کا شمارہ اپریل ۱۹۹۴ء نظروں سے گزرا۔ ورق ٹائیٹل الٹتے ہی اداریہ کے لیے جو عنوان چنا گیا تھا، وہ خوابِ غفلت میں غرق قوم کے لیے صورِ اسرافیل اور کسی نیم مردہ ملت کے لیے ارتعاشِ زلزلہ سے کم نہ تھا:

"ایھا المسلمون الی متی ھذا الھوان ؟"

اس میں فاضل مدیر نے مسجدِ نیلیل کے رسوائے زمانہ مجزرہ کی حقیقت سے پردہ سرکاتے ہوئے سوڈان کی موجودہ اسلامی حکومت (جو ابھی نیم اسلامی سی ہے) کے خلاف یورپ کی لونڈی اقوامِ متحدہ کے ایک فرستادہ "کسابیرو" کی رپورٹ کا تذکرہ کیا ہے، جس میں وہ اپنے پیش روؤں کے نقشِ قدم پر چلتا ہوا اس قدر بے لگام ہوگیا ہے کہ وثنیت وبت پرستی کے گھپ اندھیروں میں توحید وسنت کے دیپ جلانے والوں کی مساعی کو انسان کے بنیادی حقوق میں مداخلت قرار دیتا اور اسلام کی قساوت وشدتِ محض سے آلودہ ایک بھیانک تصویر پیش کرتا ہے۔

یہ مقال حال ہی کا نہیں، قصۂ پارینہ ہے ـــــ بلکہ جبھی سے خالقِ حقیقی نے آدمؑ کی صورت میں حق کی خشتِ اول رکھی تھی، ابلیسی ریشہ دوانیوں اور سازشوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا جو ابولہب وکعب بن اشرف اور رشدی وغیرہ سینکڑوں منحوس عناوین لیے ہوئے ہے۔ تاہم بفضل اللہ تعالیٰ ہر بار "جاء الحق وزھق الباطل" کی نویدِ سعید ہی سنائی دیتی رہی ہے ـــــ اور کفر وشرک کی ہزار مکاریوں اور عیاریوں کے باوجود حرفِ غلط کی طرح ان کا نام ونشان نقشۂ عالم سے محو ہوتا رہا ہے:

"یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ

كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۔ (الصف : ۸)

آئندہ سطور میں ہم جائزہ لیتے ہیں کہ آیا اسلام قساوت و شدتِ محض کا درس دیتا ہے یا باہمی الفت و محبت، اخوت و یگانگت اور رحمت و شفقت کا پیغامِ ابدی و لازوال دیتا ہے ؟ — **بھائیو!**

اسلام تو سراپا سلامتی ہے، جو کہ :

- کفار تک کو میدانِ کارزار میں بھی اولین پیغام یہ دیتا ہے :
  "اَسْلِمْ تَسْلَمْ !"
  یعنی" اگر تو مسلمان ہو گیا تو میں تجھے سینے سے لگالوں گا"

اگر تو اسلام قبول نہیں کرتا تو جزیہ دے، اسلام تیرا محافظ ہوگا — لیکن اگر تُو اسلام کے آفاقی پیغامِ توحید و سنت اور رحمت و نجات کے سامنے کفر کی مضایق و قیود لا کھڑا کرنے کی کوشش کرے گا کہ تُو اسلام کے اس پیغام سے لوگوں کو محروم رکھے تو پھر تلوار فیصل ہوگی۔

- اسلام " لا تدخلوا الْجَنَّةَ حتّٰى تؤمنوا ولا تؤمنوا حتّٰى تحابوا " کا درس روح افزا دیتا ہے — یعنی " تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکو گے جب تک کہ مومن نہ بن جاؤ، اور مومن اس وقت تک نہیں کہلا سکتے جب تک کہ تم باہمی الفت و محبت سے آشنا نہ ہو جاؤ !"
- انسان کو انسانوں کی غلامی سے نجات دے کر خالقِ حقیقی کا غلام بنانا اسلام کا مقصدِ اولیں ہے ۔
- اسلام کے اصولِ عدل و انصاف کی بلند پروازی کا یہ عالم ہے کہ اس کے لانے والے نے اپنی بیٹی تک کے بارے یہ فرمایا کہ :

"لو انّ فاطمة بنت محمّد قد سرقت لقطعت یدھا"

" اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) کی بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا !"

چنانچہ کوئی انسانی قانون اس ربّانی نظام کی گردِ راہ کو بھی نہیں پا سکتا جس کا نشیمن تحت السّماء نہیں، فوق السّماء ہے — عالمی پانچ پاورز کا خود کو (VETO) کا درجہ دے کر بھی منصفی کا دعوٰی کرنا اور اس کے باوجود اسلام کو ہدفِ تنقید بنانا خورشیدِ نصف النہار

کو دیا دکھلانے والا کھیل ہے۔

- اعلیٰ ترین تہذیب وتمدن کے ساتھ ساتھ ایسی فضائے باہمی کو جنم دینا جس میں ایک دوسرے کے حقوق کا مکمل پاس ہو، طبقاتی کشمکش کا یکسر خاتمہ ہو ــــ نیز تقویٰ کی اساس پر انعام و اکرام، محبت و اخوت ومؤدت کے سانچے میں ڈھلے ہوئے ایک ایسے پاکیزہ معاشرے کا قیام عمل میں لانا اسلام کا مقصود ہے جس کی زندہ وجاوید مثالیں دورِ خیر القرون میں عام دکھائی دیتی ہیں۔
- اسلام نے تو ان تمام اسباب وعوامل کی جڑیں ہی کاٹ کر رکھ دی ہیں جو فساد و بگاڑ کا باعث بنیں۔ اسی لیے اسلام نے ایک دوسرے کے حقوق کی ادائگی پر خصوصی زور دیا ہے اور "وَلَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ" کا حکم دے کر لوگوں کے اموال ہڑپ کرنے کے تمام ذرائع مسدود کر دیے ہیں! ــــ بغض وحسد اور قطع رحمی سے منع کیا ہے ــــ ارشادِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے:

"لا تباغضوا ولا تحاسدوا ولا تقاطعوا وکونوا عباد اللہ اخوانا!"

"باہم بغض نہ رکھو، ایک دوسرے حسد نہ کرو، قطع رحمی نہ کرو اور اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو!"

- اگر بہ تقاضائے بشریت کہیں کوئی بگاڑ پیدا ہو بھی جائے تو اسلام کا پیغام صلح باشعور عوام وخواص کو یہ درس دیتا ہے کہ:

"فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوٓا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝

(الحجرات: ۹)

"دو (جھگڑا کرنے والوں) کے درمیان عدل سے صلح کروا دو اور انصاف کو ملحوظ رکھو کہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے!"

قرآنِ کریم نے صلح کو بار بار "خیر" کے کلمہ سے تعبیر فرمایا ہے:

"وَالصُّلْحُ خَيْرٌ۔ (النساء: ۱۲۸)

نیز فرمایا:

"لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ

أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ۚ (النساء : ۱۱۴)

"ان کی اکثر سرگوشیوں میں خیر نہیں، ہاں مگر (خیر تو یہ ہے کہ) جو شخص خیرات کرے یا اچھی بات کہے اور لوگوں کے درمیان صلح کرائے!"

—— اور اسلام تو اللہ ارحم الرحمین کا عطیۂ رحمت و اصلاح ہے کہ مصلح اعظم، قاضئ عرب، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانِ نبوت سے قبل ہی جس کی عظمت کا ڈنکا بجا دیا تھا، جب اہلِ مکہ تعمیرِ بیت اللہ شریف کے مراحل سے گزر رہے تھے —— اس دوران جب حجرِ اسود کو اپنی جگہ نصب کرنے کا مرحلہ آیا تو اہلِ مکہ میں باہم مڈبھیڑ ہو گئی۔ کوئی بھی قبیلہ اس سعادت سے دست بردار ہونے کو تیار نہ تھا —— البدایہ والنھایہ میں ہے کہ بعض قبائل نے لڑنے مرنے کے لیے خون میں اپنے ہاتھوں کو ڈبو دیا۔ یہ ہاتھ اس متوقع خطرے کا عندیہ دے رہے تھے کہ اگر یہی کیفیتِ منافست ومخاصمت اٹھی تو عنقریب بیت اللہ کی کسائے تقدیس اس کے محافظوں کے ہاتھوں تار تار ہو گی اور حرمتِ حرم اس پر فخر ومباہات کرنے والوں کے قدموں تلے پامال ہو گی —— لیکن پھر یہ اچانک اس بات پر متفق ہو گئے کہ کل صبح بابِ بنی شیبہ سے جو اولین داخل ہو، وہی حکم منصوّر ہو گا۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اچانک اس دروازہ سے داخل ہوئے تو فضائے حرم "الصّادق والامین" کے دلربا نعروں سے گونج اٹھی۔

محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسا تاریخ ساز فیصلہ صادر فرمایا کہ تمام رؤسائے قبائل کو اس کارِ خیر میں شریک کر کے ان کی تمناؤں کو پورا اور ان کے ارادوں کو بار آور کر دیا۔ نیز عدل و انصاف کے تمام تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے قبائلی عصبیت وحسد کی اس چنگاری کو بھی تا ابدالآباد گل کر دیا جو مستقبل میں بڑھ کر کسی بھی وقت شعلہ فشاں بن سکتی تھی۔

اسلام میں صلح جوئی کو اس قدر اہمیت حاصل ہے کہ جب بنو عمرو بن عوف کی باہم لڑائی ہو گئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہمراہ ان کے درمیان صلح کروانے کے لیے بنفسِ نفیس تشریف لے گئے۔ نیز بخاری شریف میں ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سید حسین بن علی (رضی اللہ عنہما) کی بایں الفاظ توصیف فرمائی:

"انّ ابنی ھٰذا سیّدا ولعلّ اللہ ان یّصلح بہ بین فئتین عظیمتین

من المسلمین ۔"

"میرا یہ بیٹا سید ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرائے گا ۔"

قرآنِ کریم میں بھی ہے :

"وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۔ (الآیۃ)

(الحجرات : ۹)

" اور اگر مؤمنوں میں سے کوئی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان دونوں میں صلح کرا دو ۔"

صلح جوئی اسلام کا ایک ایسا ضابطۂ اخلاق ہے جس میں خیریتِ محض ہے ، نیز فضائے باہمی کے ہموار رکھنے کا ذریعہ ، کینہ و بغض کے بیجوں کو تلف کرنے کی دوا اور اتحاد و اتفاق کا ضامن ہے ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ٹوٹے دلوں کو جوڑنے کے لیے اس بات کی بھی اجازت مرحمت فرمائی ہے کہ ایسی بات کہی جائے جو نہیں کہی گئی ، جب کہ صلح جُو کا نظریہ رفعِ نزاع اور صلہ رحمی کو برقرار رکھنا ہو ـــــ ارشادِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

"لیس الکذّاب الّذی یصلح بین النّاس فینمی خیرا ویقول خیرا ۔"

"وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے اچھی بات بنا کر پہنچائے ۔"

ترمذی ، ابو داؤد کی ایک صحیح حدیث ہے ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"الا اخبرکم بافضل من درجۃ الصّیام والصّلوٰۃ والصّدقۃ ؟ قالوا بلیٰ یا رسول اللہ ، قال : اصلاح ذات البین ، وفساد ذات البین ھی الحالقۃ ـــــ وفی التّرمذی ایضًا انّ النّبیّ صلی اللہ علیہ وسلّم قال : ھی الحالقۃ ، لا اقول : ھی تحلق الشّعر ولکن تحلق الدّین ۔"

"کیا میں تمہیں روزہ ، نماز اور صدقہ سے بھی افضل چیز نہ بتاؤں ؟ صحابہؓ نے کہا ، کیوں نہیں ، اللہ کے رسولؐ ! آپؐ نے فرمایا باہم صلح کرانا ـــــ جبکہ باہمی فساد تو

"حالقہ" ہے ـــــ اور ترمذی میں یہ بھی ہے : " وہ حالقہ ہے، بالوں کے لیے نہیں، بلکہ دین کے لیے !"

حدیثِ مذکور میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح جوئی کو جہاں نماز، روزہ اور صدقہ سے افضل قرار دیا ہے، وہاں تفرقہ و جدائی کے فساد کو " الحالقہ " سے تعبیر فرمایا ہے کہ یہ دین کا ستیاناس کر کے رکھ دیتا ہے !

کتاب و سنت کے ان واضح دلائل اور براھینِ قاطعہ کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ اسلام قساوت و شدّتِ محض کا درس دیتا ہے، محض افتراء و بہتان نہیں تو اور کیا ہے ؟

یہ سطور کتاب و سنّت کے حاملین اور سلفِ امت کے منہج کے وارثوں کے لیے بھی قابلِ غور ہیں جو تخرّبات کا شکار ہیں ـــــ انھیں افتراق و انتشار کی قہر سامانیوں سے بچنے کے لیے اتحاد و اتفاق کا دامن تھامنا ہوگا ـــــ کفر و شرک کی یلغاروں کو روکنے، ان کے تھپیڑوں کا رخ خود انہی کی طرف موڑنے اور کلمۂ حق کے اعلاء کے لیے اعتصام بحبل اللہ کا درس سیکھنا ہوگا ـــــ وما علینا الا البلاغ !

حافظ سیف اللہ حنیف کی وفات حسرت آیات

حافظ سیف اللہ حنیف ۸ ر نومبر کو بعد نمازِ عشاء اچانک حرکتِ قلب بند ہونے سے انتقال فرما گئے ـــــ انا للہ وانا الیہ راجعون !

مرحوم جماعت اہل حدیث کے ایک سرگرم کارکن، توحید و سنت کے مبلّغ اور بڑی متحرک شخصیت تھے۔ ان کی وفات پر قصبہ شام کوٹ کے ہر شخص کی آنکھیں اشکبار تھیں اور اتنا بڑا جنازہ شام کوٹ کی تاریخ میں آج تک نہیں ہوا ۔ ان کی وفات سے جماعت و علاقہ تحصیل چونیاں میں ایک ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے جس کا پُر ہونا مشکل ہے۔ وہ لواحقین کے علاوہ ہم سب دوستوں کو بھی شدید صدمہ سے دو چار کر گئے ہیں ـــــ دعا ہے اللہ تعالیٰ انھیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کی لغزشوں سے درگزر فرمائے ـــــ آمین !

ڈاکٹر عبد الغفار حلیم
خطیب مسجد رحیمیہ چونیاں و ناظم تبلیغ مرکزی جمعیت ضلع قصور